70367 ـ طلب كيے بغير ملازم كو رقم دينے كا حكم

سوال

دينى التزام كرنے والا ميرا ايك نوجوان دوست وزارت ماليہ ميں ملازم ہے، دوران ڈيوٹى محكمہ ميں آنے والے كچھ لوگ اپنا كام كروانے آتے ہيں تو وہ ان كا كام جلد نپٹانے اور ان كے كام ميں آسانى پيدا كرنے كى كوشش كرتا ہے، تو لوگ اسے كچھ نہ كچھ رقم دينے كى كوشش كرتے ہيں اور بڑى شدت كے ساتھ لينے پر اصرار كرتے ہيں، ليكن وہ سختى سے انكار كر ديتا ہے، حتى كہ كام كروانے والا اتنا اصرار كرتا ہے كہ لوگ بھى ان كى جانب متوجہ ہو جاتے ہيں، كام كرانے والا شخص كہتا ہے: ميں يہ رقم اپنى رضامندى اور خوشى سے دے رہا ہوں، اور بعض اوقات تو وہ رقم اس كے سامنے پھينك كر چلے جاتے ہيں، اور بعض اوقات تو ان كے مابين تو جھگڑے تك نوبت پہنچ جاتى ہے، اس ليے اسے كيا كرنا چاہيے ؟
كيا اس كے ليے مال لينا حلال اور پاكيزہ ہے، يا كہ اس پر حرام ہے، اور وہ اس رقم كا كيا كرے ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

كام كى بنا پر ملازم كو جو ہديہ ديا جاتا ہے وہ لينا جائز نہيں، كيونكہ يہ حرام رشوت ميں شمار ہوتى ہے، چاہے ملازم اس كا ارادہ نہ بھى كرے؛ كيونكہ غالب طور پر ہديہ وغيرہ دينے والا شخص اسے تو صرف دے ہى اس ليے رہا ہے كہ وہ اس كے كام ميں آسانى پيدا كرے، يا پھر آئندہ اس كے ساتھ بہتر سلوك كرے.

ليكن ملازم كو وہ ہديہ جو اس كى رشتہ دارى يا دوستى كى بنا پر ديا جاتا ہے، نہ كہ اس كى ڈيوٹى اور كام كى بنا پر تو يہ اس كےليے جائز ہے، نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے طريقہ پر چلتے ہوئے اسے يہ ہديہ قبول كر لينا چاہيے.

كيونكہ حديث سے ثابت ہے كہ:

" رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم ہديہ قبول فرمايا كرتے تھے، اور اس بدلہ ديا كرتے تھے "

صحيح بخارى حديث نمبر (2585).

يثيب عليها: كا معنى يہ ہے كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم ہديہ دينے والے كو اس كا بدلہ ديتے ہوئے اس ہديہ كے بدلے كوئى عطيہ ديا كرتے تھے.

حرام اور جائز ہدیہ میں فرق یہ ہے کہ:

جو ہدیہ انسان کے کام اور ڈیوٹی کی وجہ سے ہو تو وہ حرام ہے، اس لیے انسان کو اپنی حالت دیکھنی چاہیے کہ اگر وہ اس ڈیوٹی پر نہ ہوتا تو کیا اسے ہدیہ جاتا یا نہیں ؟

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی چیز اپنے اس فرمان میں بیان فرمائی ہے:

" تو وہ اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھ کر انتظار کیوں نہ کرتا رہے کہ اسے ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں ؟ "

صحیح بخاری حدیث نمبر (7174) صحیح مسلم حدیث نمبر (1832).

اور ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو اسد کے ایک شخص کی زکاۃ پر ڈیوٹی لگائی، اور جب وہ واپس آیا تو کہنے لگا:

یہ تمہارا ہے، اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے.

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان فرمائی اور پھر فرمایا:

" اس ملازم کا کیا حال ہے جسے ہم کسی کام کے لیے بھیجتے ہیں پھر وہ آکر یہ کہتا ہے کہ یہ آپ کا ہے اور یہ میرا، تو وہ اپنےماں باپ کے گھر بیٹھ کر انتظار کیوں نہ کرتا رہا کہ آیا اسے ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں ؟!

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ جو بھی لائے گا روز قیامت اس نے اسے اپنی گردن پر اٹھایا ہوا ہوگا، اگر تو وہ اونٹ ہوا تو آواز نکال رہا ہوگا، یا گائے بھائیں بھائیں کر رہی گی، یا بکری ممیا رہی ہو گی.

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بلند فرمائے حتی کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی دیکھی، اور فرمایا:

خبردار میں نے پہنچا دیا ہے، آپ نے یہ کلمات تین بار فرمائے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (7174) صحیح مسلم حدیث نمبر (1832).

الرغاء: اونٹ کی آواز کو کہتے ہیں.

الخوار: گائے کی آواز کو کہا جاتا ہے.

الیعار: بکری کے ممیانے کی آواز کو کہتے ہیں.

عفرتی ابطیہ: یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی.

تو یہ حدیث شریف ملازمین کو ان کے کام کی بنا پر دیے جانے والے مال کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، اور روز قیامت وہ ملازم اس نے جو کچھ بھی لیا ہو گا اٹھا کر لائےگا چاہے وہ اونٹ ہو یا گائے یا بکری، اللہ تعالی اس سے محفوظ رکھے.

مستقل فتاوی کمیٹی کے فتاوی جات میں درج ہے:

سوال:

ایسے شخص کے بارہ میں شریعت کا حکم کیا ہے جسے دوران کام بغیر کسی مطالبہ کے کچھ رقم دی جائے، یا پھر اس نے وہ رقم لینے کے لیے کوئی حیلہ بازی کی ہو.

اس کی مثال یہ ہے کہ: محلہ کے ناظم یا نبمردار کے پاس لوگ تعارفی لیٹر لینے آتے ہیں کہ وہ اس کے محلہ میں رہائش پذیر ہیں، اور اس کے عوض میں وہ اسے پیسے دیتے ہیں.... تو کیا اس کے لیے یہ رقم لینی جائز ہے، اور کیا یہ مال حلال شمار ہو گا ؟

اور کیا اس کا استدلال درج ذیل حدیث سے کیا جا سکتا ہے:

سالم بن عبد اللہ بن عمر اپنے باپ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کرتے ہیں وہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کرتے ہیں انہوں نے فرمایا:

مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مال بطور عطیہ دیا کرتے تھے، تو میں انہیں عرض کرتا: آپ یہ مال اسے دیں جو مجھ سے بھی زیادہ محتاج اور ضرورتمند ہو، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے:

" اسے لے لو، جب اس مال میں سے کچھ تیرے پاس بغیر مانگے آئے اور نہ ہی تو اسے جھانکنے والا ہو تو اسے لیکر اسے اپنا مال بناؤ اور پھر اگر چاہو تو اسے صدقہ کر دو، اور جو نہ آئے تو اپنے آپ کو اس کے پیچھے مت لگاؤ "

سالم رحمہ اللہ کہتے ہیں: تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کسی سے بھی کبھی کوئی چیز طلب نہیں کرتے تھے، اور اگر انہیں کوئی عطیہ دیا جاتا تو اسے رد نہیں کرتے تھے "

صحیح بخاری اور صحیح مسلم. ؟

اس کے جواب میں کمیٹی کا کہنا تھا:

جواب:

اگر تو واقعتا ایسا ہی ہے جیسا کہ سوال میں بیان ہوا ہے تو پھر محلہ کے ناظم یا نمبردار کو جو کچھ دیا گیا ہے وہ حرام ہے؛ کیونکہ وہ رشوت ہے، اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث کے ساتھ اس موضوع کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے؛ کیونکہ وہ حدیث تو اس شخص کے متعلق ہے جسے مسلمانوں کے بیت المال سے مسلمانوں کا حکمران بغیر کسی سوال اور طلب کرنے یا بغیر جھانکے کسی شخص کو عطا کرے " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (23 / 548).

اس بحث کا حاصل یہ ہوا کہ:

آپ کے دوست کو یہ مال لینے سے انکار کرنا چاہیے، چاہے دینے والے کتنا بھی اصرار کریں، اور یہ انہیں یہ سمجھانا ضروری ہے کہ یہ اس کے لیے جائز نہیں، اور ایسا کرنے سے ان کے خیالات بھی بہتر ہو جائینگی اور وہ خوش ہونگے، اور پھر اس سے یہ شرعی حکم بھی عام ہو گا جس سے بہت سارے لوگ جاہل ہیں.

واللہ اعلم .